

کیا امام زمانہ عج سے ملاقات ممکن ہے ؟

<?xml encoding="UTF-8">

وجود امام زمانہ عج پر اعتقاد اور ان کی امامت کو قبول کرنا ایک واضح مسئلہ ہے کہ جس کا شمار مذہب شیعہ کی ضروریات میں سے کیا جاتا ہے۔ عقلی، قرآنی اور حدیثی دلائل کے ذریعے یہ اعتقاد اب تک بطور احسن روشن اور واضح کیا گیا ہے لیکن زمانہ غیبت کی خاص تاریخی شرائط کے پیش نظر بہت سی بحثیں ابھی تک تشنہ کام پڑی ہیں مثلاً زمانہ غیبت میں حضرت حجت عج کی زندگی کی خصوصیات، شیعہ نظریہ میں مسئلہ غیبت کے آثار، فوائد اور نتائج،

غیبت کے طولانی ہونے کے عوامل اور اس میں لوگوں کا کردار، ظہور کی شرائط اور علامات وغیرہ، ابھی تک بہت کم بحثیں ہوئی ہیں کہ ان مسائل کے تمام زاویوں کو زیر بحث لایا جائے انہی موضوعات کی طرح ایک موضوع جو اپنی تمام تر اہمیت و ضرورت کے باوجود ابھی تک تحقیق کے ترازو میں نہیں تولا گیا وہ اس زمانے میں امام زمانہ عج کی زیارت اور ان سے ملاقات ہے جو امام کے آخری نائب کی رحلت کے بعد سے ابھی تک شیعوں کے درمیان رائج رہا ہے اور مختلف جہتوں اور زاویوں سے بحث اور تحقیق کا محتاج ہے اور دوسری طرف موضوع کی پیچیدگیاں، علمی صلاحیت کے ساتھ ساتھ موضوع کی شکل اور قالب کے لحاظ سے بھی دقت کی طلبگار ہیں کیونکہ ہر قسم کی کج فکری اور افراط و تفریط اس مسئلہ کو پیش کرنے میں مشکلات ایجاد کر سکتی ہے اور اسی بناء پر انسان کا وسیع النظر اور معتدل ہونا، اس وادی میں قدم رکھنے کی مهمترین شرط ہے۔

موجودہ کتابوں میں بہت کم ایسی کتابیں ملیں گی جن میں اس موضوع کے عوامل اور اس کے نتائج پر بحث کی گئی ہو زیادہ تر کتابوں میں حالات زندگی اور حکایات کو نقل کیا گیا ہے کہ ان میں سے بھی بعض عوامانہ طرز پر لکھی گئی ہیں، امام زمانہ عج کی ملاقات کے واقعات اور داستانیں بغیر کسی بحث اور تحقیق کے جمع کی گئی ہیں کہ جن کے ذریعے اس موضوع میں کئی مبہم مطالب کا اضافہ ہوا ہے اس مختصر سے مضمون میں کوشش کی گئی ہے کہ افراط و تفریط سے بالاتر ہو کر علمی اور روشمند طریقے سے اس موضوع پر بحث کی جائے جس کا اصلی سوال یہ ہے کہ کیا غیبت کبریٰ کے زمانہ میں حضرت امام زمانہ عج کی زیارت ممکن ہے یا نہیں؟ یا اتفاقاً ملاقات ہو سکتی ہے یا نہیں؟ روایات اس بارے میں کیا کہتی ہیں؟

شیعہ علماء اصل مسئلہ (یہ کہ زمانہ غیبت میں حضرت حجت عج کی زیارت ممکن ہے) کو اجمالاً قبول کرتے ہیں اگرچہ اس مسئلہ کی خصوصیات اور جزئیات میں اختلاف نظر پایا جاتا ہے اور بعض علماء نے اس مسئلہ کی تردید اور اس کا انکار کیا ہے۔

موضوع کی تمام زاویوں سے علمی بحث کے لیے اس موضوع کو تین بابوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱: موضوع کی وضاحت اور موضوع کی حد بندی وغیرہ

۲: جو زیارت کو ممکن سمجھتے ہیں ان کے دلائل

۳: اور تیسرے باب میں ان علماء کے دلائل پر بحث ہوگی جو زیارت کو غیبت کے زمانہ میں ممکن نہیں سمجھتے۔

بنیادی کلمات: ملاقات، غیبت، توقیع شریف، امکان

پہلا باب : توقیع شریف :

غیبت صغریٰ میں جب امام زمانہ عج کا تمام لوگوں سے رابطہ نہیں تھا بلکہ خاص نائب تھے جو لوگوں اور امام زمانہ عج کے درمیان واسطہ ہوا کرتے تھے لوگوں کے مسائل امام تک پہنچانا اور ان کا جواب لوگوں تک پہنچانا ان کا اولین فریضہ تھا اور جوتحریر ایک خط کی صورت میں امام زمانہ عج کی طرف ان کو ملتی تھی اس کو توقیع کہاجاتا ہے ۔

ملاقات کا معنی : ملاقات یعنی دوسرے شخص کے ساتھ ایسا ارتباط جو گفتگو اور شناخت کو بھی شامل ہو ۔ امام عصر عج کے ساتھ ملاقات کا اصطلاح اور عرف میں معنی یہ ہے کہ امام عج کے وجود مبارک کو دیکھنا ، گفتگو کرنا وغیرہ ہوسکتا ہے یہ ملاقات عالم خواب میں ہوئی ہو یا بیداری کے عالم میں ۔

خواب میں ملاقات : ایسی ملاقات کہ جس کا ظرف اور جگہ عالم خواب ہے شخص حضرت امام زمانہ عج سے عالم خواب کے اعتبار سے ملاقات کرتا ہے اور گفتگو کرتا ہے ایسی ملاقات مختلف اشخاص کے لیے ممکن ہے مخصوصا جب انسان روحی اعتبار سے قوی ہو اور عمل و کردار کے حوالے سے بھی پختہ ہوا البتہ عالم خواب نہ حجت ہے اور نہ شرعی اعتبار سے تکلیف کا سبب بنتا ہے

بیداری کے عالم میں ملاقات :

یعنی انسان بیداری کے عالم میں اپنی ظاہری آنکھوں کے ذریعے حضرت حجت کی زیارت کرے اور ان کے ساتھ گفتگو کرے ، ایسی ملاقات کی تین مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں

الف: حضرت حجت کی زیارت ، غیر حقیقی عنوان کے اعتبار سے : اس طرح کہ ملاقات کرنے والا اور حضرت حجت کی زیارت کرنے والا اصلا متوجہ نہ ہو کہ یہی امام زمانہ عج ہیں اور اس کو پتہ بھی نہ چلے اور بعد میں بھی اسے پتہ نہ چلے کہ کبھی امام کی زیارت ہوئی تھی ۔

یہ ہماری بحث سے خارج ہے کیونکہ اس کو نہ ملاقات کے وقت پتہ چلتا ہے کہ یہی امام ہیں اور نہ ملاقات کے بعد کبھی معلوم ہوتا ہے کہ امام سے ملاقات ہوئی تھی اور ممکن ہے کہ یہ صورت اکثر افراد کے لیے پیش آئے جس طرح کہ بعض روایات میں آیا ہے اور آگے چل کر ان روایات کو بیان بھی کیا جائے گا۔

ب : امام سے ملاقات اس عنوان سے کہ ملاقات کرنے والا ملاقات کے وقت امام کو پہچانتا ہو کہ یہی امام زمانہ عج ہیں ۔ یہ ہماری بحث میں شامل ہے اور بحث ہوگی کہ کیا ایسی ملاقات غیبت کے زمانہ میں ممکن ہے یا نہیں ؟

ج : امام سے ملاقات کرے لیکن دوران ملاقات معلوم نہ ہو کہ یہی امام زمانہ عج ہیں لیکن ملاقات کے بعد پتہ چلے کہ وہ امام زمانہ عج تھے یہ بھی ہماری بحث میں شامل ہے۔

آخری دو صورتیں ہماری بحث میں شامل ہیں البتہ اصل بحث کو شروع کرنے سے پہلے چند ایک اہم سوالات کو ذکر کرنا مناسب ہے کیونکہ ہماری یہ تحقیق انہی سوالوں کے گرد گھومتی ہے۔

کیا غیبت کبریٰ میں امام زمانہ عجل کی زیارت اور ان سے ملاقات ممکن ہے؟ اگر بالفرض ممکن ہے تو کیا سب کے لیے یہ توفیق میسر ہے یا صرف خاص اشخاص اور خاص شرائط کے ساتھ ممکن ہے؟ غیبت کا معنی کیا ہے؟ کیا غیبت سے مراد اصلاً امام کے وجود مبارک کا نظر نہ آنا ہے یا مراد امام کا گمنام ہونا ہے اگرچہ نظر آئیں؟ وغیرہ پہلے سوال کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ اس کے جواب سے دو طرح سے بحث کی جاسکتی ہے اولاً یہ کہ کیا عقلاً ممکن ہے امام سے ملاقات یا نہیں؟ اگر جواب مثبت ہے تو پھر یہ سوال ہوگا کہ کیا واقعہ میں بھی کسی کی امام سے ملاقات ہوئی ہے یا نہیں؟ جہاں تک امکان عقلی کا تعلق ہے کہ کیا عقلی طور پر بھی امام سے ملاقات ممکن ہے؟ تو اس کا جواب واضح اور روشن ہونے کے وجہ سے زیادہ بحث کا محتاج نہیں، کیونکہ امام سے ملاقات کے ممکن ہونے پر شیعہ علماء کا اتفاق ہے شاید کوئی ہو جس نے یہ کہا ہو کہ امام سے ملاقات عقلاً ممکن نہیں کیونکہ امام سے ملاقات نہ تناقض کا سبب ہے اور نہ استحالہ کا سبب تاکہ عقلی طور پر ناممکن کہیں بلکہ عقلی دلائل الٹا ملاقات کے ممکن ہونے پر دلالت کرتے ہیں جیسے امامت کا فلسفہ، زمین کا حجت خدا سے خالی نہ ہونا، لوگوں کا امام کے وجود کا محتاج ہونا وغیرہ اگر غیبت کے زمانے میں لوگ امام کے ظاہری وجود سے محروم ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ لوگوں کو امام کی ضرورت ہی نہیں ہے بلکہ امام کے ظاہری وجود مبارک سے محرومی اس رکاوٹ کی وجہ سے ہے کہ جس کو ان روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ جو روایات غیبت کے فلسفے کو بیان کرتی ہیں ان روایات میں ان رکاوٹوں کو بیان کیا گیا ہے کہ کیوں لوگ امام کے ظاہری وجود سے محروم ہیں جیسے قتل کا ڈر، ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں پر بیعت نہ کرنا، لوگوں کا آمادہ نہ ہونا وغیرہ اب اگر لوگ امام کے محتاج ہیں اور ضرورت ہے تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ ان رکاوٹوں کو ہٹانا بھی ضروری ہے جن میں سے آج سب سے زیادہ مہم اپنے آپ کی اور لوگوں کی تربیت ہے اور ظہور کے زمینہ کو ہموار کرنا ہے البتہ یہ رکاوٹیں امام کے ظہور سے مانع ہیں نہ یہ کہ امام کسی ایک شخص سے بھی نہیں مل سکتے ہوسکتا ہے کہ ایک شخص میں تمام شرائط پائی جائیں اور تمام رکاوٹیں اس شخص کی نسبت ہٹ جائیں تو امام سے ملاقات ممکن ہوسکتی ہے، شیخ طوسی کا بھی یہی نظریہ ہے اسی طرح وہ واقعات اور روایات جو امام کے ساتھ ملاقات کو بیان کرتی ہیں اس مسئلے کو مزید روشن کردیتی ہیں وہ چیز جس پر دقت کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ کیا واقعہ میں بھی کسی کی ملاقات امام سے ہوئی ہے یا نہیں؟ مختلف نظریات پائے جاتے ہیں بعض اصلاً قبول نہیں کرتے کہ واقعہ میں غیبت کبریٰ کے زمانہ میں کسی شخص کی امام سے ملاقات ہوئی ہو اور بعض قبول کرتے ہیں اور بعض قبول کرتے ہیں لیکن ہر روایت اور واقعہ کو نہیں بلکہ خاص افراد کے لیے اور خاص شرائط کے پیش نظر قبول کرتے ہیں۔

اس مضمون میں جو چیز مہم ہے وہ دونوں طرف سے پیش کیے گئے دلائل کی تحقیق ہے؟ تاکہ مذہبی احساسات سے بالاتر ہوکر علمی معیار کی بنیاد پر دونوں طرف کے دلائل کو علمی اصولوں کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔ امام سے ملاقات میں جو اختلاف پایا جاتا ہے کہ بعض کہتے ہیں واقعہ میں ممکن ہے اور بعض نفی کرتے ہیں۔ اس اختلاف کی اصلی وجہ (خود امام کے غیب ہونے سے مراد کیا ہے؟) اس میں اختلاف ہے۔ کیا امام کے غائب ہونے کا مطلب اصلاً امام کے وجود کا غائب ہونا ہے یا مراد عنوان کا مخفی ہونا ہے (یعنی ممکن ہے انسان امام کو دیکھے لیکن پہچان نہ سکے اور معلوم نہ ہوسکے کہ یہی امام ہیں؟ البتہ یہ سوال ان روایات سے پیدا ہوتا ہے جو امام کی غیبت کے بارے میں بیان ہوئی ہیں۔

امام کے وجود کے غائب ہونے کا مطلب ہے کہ کوئی فوق العادہ طاقت کارفرما ہے اور یہ مطلب دو طرح سے سمجھا جا سکتا ہے، پہلا یہ کہ یا مراد یہ ہے کہ امام غیبت کے زمانے میں موجودہ عادی اور مادی شرائط سے بالاتر ہیں جیسا کہ شیخیہ کہتے ہیں اور جس عالم میں امام زمانہ عجل ہیں اس عالم کو ہورقلیا کا نام دیتے ہیں (کہ امام ایک روح کی صورت میں موجود ہیں) یا مراد امام کا دنیا میں تصرف ہے البتہ اس قدرت تکوینی کے ذریعہ جو خداوند نے انہیں عطا کی ہے۔ اب اگر ہم غیبت سے مراد، امام کے وجود مبارک کا غیب ہونا مراد لیں تو پھر امام سے ملاقات اور ان کی زیارت کے بارے میں بحث بے فائدہ ہے کیونکہ امام کا وجود ہی اس دنیا سے غائب ہو چکا ہے تو ملاقات اور زیارت معنی نہیں رکھتیں، ہاں اگر مراد دوسری صورت لیں یعنی امام اس دنیا میں ہی ہیں البتہ ناآشنا کے طور پر ایک اجنبی کے طور پر کہ کوئی پہچان نہیں سکتا کہ امام ہیں تو یہاں بحث فائدہ دے گی اور بحث کی جاسکتی ہے کہ کسی نے امام کی زیارت کی ہے یا نہیں؟

اجمالی طور پر جو بات حدیثوں سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ امام، غیبت کے زمانہ میں بھی طبیعی اور اسی جسم کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں جیسا کہ اگر غیبت واقع نہ ہوتی تو امام زندگی گزارتے۔ اس بنا پر ان روایات کی طرف توجہ کرنی چاہیے جو امام کی زندگی گزارنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں جو الفاظ اور کلمات ان حدیثوں میں آئے ہیں مثلاً (لاترون شخصہ) [1] اس کو کوئی دیکھ نہیں سکتا۔ یا (فیراہم ولایرونہ) [2] ویری الناس ولایرونہ) [3] وہ تو لوگوں کو دیکھتے ہیں لیکن لوگ انہیں نہیں دیکھ سکتے وغیرہ کہ جن کا معنی ہے امام کے وجود مبارک کا نظر نہ آنا اور بعض حدیثوں میں کہا گیا ہے (یرونہ ولایعرفونہ) [4] یعنی امام کو دیکھتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں ہیں جو واضح طور پر کہ رہی ہے کہ لوگ امام کو دیکھتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں ہیں۔ دونوں چیزیں ظاہر ایک دوسرے سے فرق کرتی ہیں لیکن اگر خود الفاظ، کلمات اور روایت کے مضمون میں توجہ کی جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ ان دو قسم کی روایات میں تضاد اور تعارض نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ پہلی قسم کی روایات میں لفظ (لایری) اس وقت امام کے وجود کے غائب ہونے پر دلالت کر سکتا ہے جب اس کلمہ کا ایک ہی معنی ہو تا کہ معلوم ہوسکے کہ اس کا مطلب ہے کہ اصلاً امام نظر نہیں آتے لیکن دوسری روایت میں بھی اسی کلمہ کا استعمال یعنی (یرونہ ولایعرفونہ) (لوگ) امام کو دیکھتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں ہیں) تو اس کا مطلب ہے لایرونہ کے دومعنی ہیں ایک ظاہری طور پر نہ دیکھنا اور دوسرا ہے نہ پہچاننا اگرچہ دیکھ رہے ہیں۔

پس کلمہ (یری) کے دومعنی ہیں کہ جو روایات اور آیات میں استعمال ہوئے ہیں امام علی علیہ السلام امام مہدی عجل کی غیبت کے بارے میں فرماتے ہیں :

(داخلۃ فی دورھا وقصورھا جوالۃ فی شرق ہذہ الارض وغربھا تسمع الکلام وتسلم علی الجماعۃ تری ولاتری [5]) یعنی حجت خدا گھروں اور اجتماع میں تشریف لاتی ہے مشرق سے مغرب تک پوری دنیا میں چکر لگاتی ہے مختلف علاقوں کا نظارہ کرتی ہے لوگوں کی باتوں کو سنتی ہے مجلس میں موجود افراد پر سلام کرتی ہے وہ لوگوں کو پہچانتی ہے درحالانکہ خود نہیں پہچانی جاتی۔

یہ جملہ امام علی علیہ السلام کا کہ (تسلم علی الجماعۃ) دلالت کر رہا ہے کہ (لاتری) سے مراد یہ نہیں ہے کہ امام اصلاً دیکھے نہیں جاتے بلکہ مراد یہ ہے کہ پہچانے نہیں جاتے پس پہلی روایات میں جو الفاظ ذکر ہوئے ہیں مثلاً (لایرونہ) (لاتراہ) (لایری) وغیرہ سے مراد صرف یہ نہیں ہے کہ اصلاً دیکھے نہیں جاتے بلکہ مراد اس کا دوسرا معنی ہے جو قرینے سے سمجھا جاتا ہے اور وہ ہے امام کا نہ پہچانا جانا، پس دونوں معنی مراد لیے جاسکتے ہیں اس بنا پر ان دو قسم کی روایات میں تضاد نام کی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ (لایری) اور (لایرونہ) کا معنی ہے

عدم پہچان اور اس پر قرینہ اور گواہ وہ کلمات ہیں جو امام علی علیہ السلام نے فرمائے: امام کا لوگوں کے درمیان اجنبی کے طور پر آنا جانا، مجالس اور محافل میں تشریف لانا، اہل مجلس پر سلام کرنا وغیرہ اور اسی طرح وہ روایات جو غیبت کے زمانہ میں امام کی غیبت کو حضرت یوسف کی غیبت سے تشبیہ دیتی ہیں جیسا کہ عنقریب آئے گا، اسی چیز پر دلالت کرتی ہیں اسی طرح محمد بن عثمان عمری (غیبت صغریٰ میں دوسرے خاص نائب) کا قسم یا د کرنا کہ امام ہر سال حج کے موقع پر حج کے اعمال انجام دیتے ہیں اور لوگوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ اس بات کی طرف واضح اشارہ ہے کہ امام حاجیوں کو دیکھتے ہیں اور ان کو پہچانتے ہیں اور حاجی بھی انہیں دیکھتے ہیں البتہ پہچانتے نہیں ہیں: یری الناس ویعرفہم ویرونہ ولا یعرفونہ [6] امام کے دوسرے خاص نائب کا یہ جملہ جو امام صادق علیہ السلام کی طرح استعمال کیا ہے امام کے اجنبی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ امام کے وجود کا اصلانظر نہ آنا غیر طبیعی اور غیر عادی ہے حالانکہ روایات کہتی ہیں کہ امام کی زندگی عادی اور معمول کے مطابق ہے اور دوسرا امام کے وجود کا دنیا سے غائب ہونا معجزہ کے ذریعے ممکن ہے لیکن معجزہ تب ہے جب اس معجزہ میں خاص حکمت اور فلسفہ ہو، اس کے علاوہ معجزہ کا استعمال معنی نہیں رکھتا کیونکہ الہی سنت کا محور یہ ہے کائنات کے تمام مراحل عادی حالت میں طے ہوں اور معجزہ صرف استثنائی صورت میں واقع ہوتا ہے۔ اس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ امام عادی زندگی اور طبیعی زندگی گزار رہے ہیں مگر کسی خاص مورد پر جہاں خود وجود کو بھی غائب ہونا پڑے اور یہ ہمیشگی نہیں ہے بلکہ ضرورت کے تحت جہاں احتیاج ہو اور (لاترونہ) کی تعبیر امام کے اجنبی یعنی امام پہچانے نہ جانے کی طرف اشارہ ہے۔

رہی یہ بات کہ کسی کو توفیق ہوئی ہے امام سے ملاقات کی یا نہیں؟ تو یہ علیحدہ موضوع ہے جس پر بعد میں بحث ہوگی۔

اب ان دونظریوں کے ذکر کیے گئے دلائل پر بحث کرتے ہیں جو امام سے ملاقات کو ممکن یا ناممکن بناتے ہیں۔

پہلا نظریہ: ملاقات کا ممکن ہونا :

امام سے ملاقات کے ممکن ہونے سے مراد یہ ہے کہ واقع میں بھی اگر بعض لوگ تعیین کی گئی شرائط پر پورا اتر سکیں تو ان کی امام سے ملاقات ہوسکتی ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ شرائط رکھنے کے باوجود بھی وہ کبھی امام کی زیارت نہیں کرسکتے وہ بزرگ ہستیاں جنہوں نے اس نظریے کو قبول کیا ہے کچھ کے نام درج ذیل ہیں : شیخ طوسی، سید مرتضیٰ علم الہدی، سید ابن طاووس، علامہ حلی، علامہ بحر العلوم اور مقدس اردبیلی وغیرہ [7]۔

ان کے علاوہ علامہ مجلسی، فیض کاشانی، محدث نوری، شیخ محمود عراقی، شیخ علی اکبر نہاوندی، محمد تقی موسوی اصفہانی، آیت اللہ صافی گلپایگانی اور سید محمد صدر کے نام قابل ذکر ہیں۔

پہلے نظریہ کے حامی اگرچہ اس مسئلہ کی جزئیات میں اختلاف رکھتے ہیں لیکن اس بارے میں اتفاق رکھتے ہیں کہ اولاً زمانہ غیبت میں اصل اور اساس امام کا مخفی ہونا ہے ثانیاً یہ کہ اس اصل سے استثناء کو بھی قبول کرتے ہیں۔ پہلے نظریہ کے دلائل ممکن ہے دو طرح کے ہوں :

(الف) روایات : وہ روایات جو کم از کم تیسری قسم کی ملاقات کو ثابت کرتی ہیں یعنی امام سے ملاقات بغیر

پہچان کے ،لیکن ایسی ملاقات جس میں دوران ملاقات بھی معلوم ہو کہ یہی امام زمانہ عج ہیں اس کے لیے دوسرے دلائل کی ضرورت ہے یہ روایات اس پر دلالت نہیں کرتیں ۔یہ روایات دلالت کے اعتبار سے چند قسم کی بنتی ہیں :

(۱) جن روایات میں کلمہ "یرونہ" استعمال ہوا ہے جو امام کی زیارت اور ملاقات پر واضح دلالت کرتا ہے جیسے ابوبصیر امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ امام ان الہی سنتوں کو بیان فرما رہے تھے جو خداوند متعال کی طرف سے انبیاء کو پیش آئیں ،فرمایا: وہ امام مہدی عج کو بھی پیش آئیں گی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں (اماسنتہ من یوسف فالستریجعل اللہ بینہ وبين الخلق حجابا یرونہ ولا یعرفونہ [8]) وہ سنت الہی جو حضرت یوسف کو پیش آئی مہدی کو بھی آئے گی اور وہ ہے لوگوں کے درمیان نآشنا اور مخفی رہنا کہ لوگ دیکھتے تھے لیکن پہچانتے نہیں تھے ۔

(۲) اس روایت کا مضمون جو محمد بن عثمان عمری سے نقل ہوا ہے کہ وہ قسم کھاتے ہوئے کہتے ہیں (واللہ ان صاحب ہذا الامر لیحضر الموسم کل سنة فیری الناس ویعرفہم ویرونہ ولا یعرفونہ [9]) خدا کی قسم صاحب امر (امام زمانہ عج) ہر سال حج کے اعمال کو انجام دیتے ہیں اس طرح کہ وہ حاجیوں کو دیکھتے ہیں اور حاجی بھی اسے دیکھتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں ۔یعنی حتیٰ کہ گفتگو کے دوران بھی متوجہ نہیں ہوتے کہ یہی امام ہیں ۔اولانائب دوم کا قسم کھانا اور ثانیاً خود اس کا مقام و مرتبہ ملاقات امام کے مسئلہ کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے اور خود امام صادق علیہ السلام کی روایت کے ساتھ بھی اس کا مضمون ملتا ہے ۔

(ب) وہ روایات جو بیان کرتی ہیں کہ امام زمانہ عج عادی زندگی گزار رہے ہیں اور معاشرہ اور لوگوں میں نآشنا کے طور پر رہتے ہیں :

(۱) جیسے صدیر صرفی امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ جس میں امام زمانہ عج کو حضرت یوسف سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح یوسف اپنے بھائیوں میں نآشنا کے طور پر موجود تھا :صاحب ہذا الامر یتردد بینہم ویمشی فی اسواقہم ویطافرشہم ولا یعرفونہ حتی یاذن اللہ ان یعرفہم نفسہ کما اذن لیوسف [10] (تمہارا صاحب امر (امام زمانہ عج) لوگوں کے درمیان آتا جاتا ہے بازاروں میں چکر لگاتا ہے گھروں اور مجلس میں تشریف لاتا ہے ان کے ساتھ بیٹھتا ہے درحالانکہ لوگ ان کو نہیں پہچانتے مگر یہ کہ امام خداوند متعال کے اذن سے اپنا تعارف کروائیں جیسے یوسف نبی ۔

• (۲) حذیفہ یمانی ایک طولانی حدیث امام علی علیہ السلام سے نقل کرتا ہے کہ جس میں امام علیؑ نے فرمایا : (۔۔۔ ماشیۃ فی طرقہا داخلۃ فی دورہا وقصورہا جوالۃ فی شرق ہذہ الارض وغربہا تسمع الکلام وتسلم علی الجماعۃ تری ولاتری) [11] یعنی حجت خدا راستوں اور سڑکوں پر گردش کرتی ہے گھروں اور مجلسوں میں تشریف لاتی ہے تمام دنیا میں مشرق سے مغرب تک گھومتی ہے مختلف علاقوں کا نظارہ کرتی ہے لوگوں کی باتوں کو سنتی ہے مجلس میں موجود اشخاص پر سلام کرتی ہے لوگوں کو پہچانتی ہے درحالانکہ خود نہیں پہچانی جاتی ۔آخری جملہ میں جو لفظ لاتری آیا ہے اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ اصلاً ان کا وجود ہی نہیں دیکھا جاتا بلکہ پہلے فقرے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یہ معنی کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اجنبی کے طور پر آتے ہیں دیکھے جاتے ہیں لیکن پہچانے نہیں جاتے ۔

تیسری قسم: تیسری قسم روایات کی وہ ہے جو دلالت کرتی ہے کہ بعض خاص افراد امام کے مسکن اور رہائش سے آگاہ ہیں

(۱) مفضل امام صادقؑ سے نقل کرتا ہے کہ امام نے فرمایا (ان لصاحب هذا الامر غيبتين احداهما تطول حتى يقول بعضهم مات وبعضهم يقول قتل وبعضهم يقول ذهب فلا يبقی علی امره من اصحابه الانفريسير لا يطلع علی موضعه احد من ولی ولا غيره الا المولى الذی یلی امره [12]) اس امر کے صاحب (امام زمانہ) کے لیے دو غیبتیں ہیں کہ ان میں سے ایک کچھ طولانی ہے کہ بعض کہیں گے وہ فوت ہو گئے ہیں اور بعض خیال کریں گے کہ شہید ہو گئے ہیں اور بعض کہیں گے وہ رحلت فرما گئے ہیں اور ان کا کوئی اثرباقی نہیں رہا، ماننے والا اور نہ ماننے والا کوئی بھی ان کے مسکن اور رہائش سے آگاہ نہیں ہوگا مگر وہ شخص جو حضرت کے کاموں کو انجام دینے پر مامور ہو صرف ایسا شخص امام کی رہائش سے آگاہ ہوگا۔

(۲) اسحاق بن عمار صیرفی امام صادقؑ سے نقل کرتا ہے (للقائم غيبتان احداهما قصيرة والاخرى طويلة: الغيبة الاولى لا يعلم بمكانه فيها الا خاصة شيعته والاخرى لا يعلم بمكانه فيها الا خاصة موالیه [13]) قائم کے لیے دو غیبتیں ہیں کہ ایک تھوڑی مدت والی اور دوسری طولانی مدت ہے پہلی قسم کی غیبت کی خصوصیت یہ ہے کہ بعض خاص افراد کے علاوہ باقی شیعہ ان کے محل زندگی سے واقف نہیں اور دوسری غیبت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ماننے والے بھی ان کے مسکن سے آگاہ نہیں ہیں مگر خاص اشخاص اور منتخب افراد: ممکن ہے (خاصۃ موالیه) سے مراد بہت ہی قریبی اور ہمراز افراد ہوں یا جو امام کی خدمت میں ہوتے ہیں جیسا کہ پہلی روایت میں بھی پڑھا۔ بہر حال یہ روایت اور پہلی روایت کچھ خاص افراد کو مستثنیٰ کرتی ہے کہ جو امام کے محل زندگی سے واقف ہیں حدیث کی سند بھی صحیح ہے اور اس کے راوی مثل کلینی، محمد بن یحییٰ، محمد بن حسین (ابو جعفر زیات)، حسن بن محبوب اور اسحاق بن عمار صیرفی ہیں جو بزرگ اصحاب اور مورد اطمینان ہیں۔ ان روایات کی بناء پر امام سے ملاقات کے ممکن ہونے میں کم از کم محدود طور پر تائید ہوتی ہے کیونکہ پہلی قسم کی روایات کی بنا پر لوگ امام کو ایک عام شخص تصور کرتے ہیں اور امام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے کہ یہی امام ہیں پس یہ نظریہ کہ غیبت کے زمانہ میں امام سے ملاقات ممکن ہے پہلی قسم کی روایات صراحت کے ساتھ اس پر دلالت کر رہی ہیں۔ دوسری قسم کی روایات مثلاً لوگوں کے درمیان امام کا آنا جانا، سلام کرنا اور مجلسوں میں شرکت وغیرہ خود امام کے دیکھے جانے پر دلالت کرتی ہیں۔ کیونکہ ان روایات میں بحث اس سے نہیں کہ امام کا وجود مبارک نظر نہیں آتا یا امام سے ملاقات نہیں ہوتی بلکہ بحث اس سے ہے کہ امام پہچانے نہیں جاتے جو غیبت کے فلسفہ کی وجہ سے ہے۔

تیسری قسم کی روایات اس چیز کو بیان کر رہی ہیں کہ امام کی رہائش اور مسکن سے کوئی واقف نہیں ہے سوائے چند خاص افراد کے۔ البتہ رہائشی مکان کے علاوہ دوسری جگہ پر امام سے ملاقات یا امام کی زیارت کو رد نہیں کر رہیں۔

بنابر این، ان تمام روایات میں جس چیز پر زیادہ توجہ دی گئی ہے اور تاکید کی گئی ہے وہ ہے امام کا اجنبی ہونا اور نہ پہچانا جانا حضرت اس جگہ اجنبی کے طور پر ملاقات کرتے ہیں جب خود نہ چاہیں وگرنہ اگر اذن الہی سے چاہیں تو اپنا تعارف بھی کروا سکتے ہیں جیسا کہ امام صادق علیہ السلام سے نقل کی گئی روایت میں گزر چکا ہے۔

(ب) امام کی زیارت کے واقعات

پہلا نظریہ کہ امام سے ملاقات ممکن ہے اس پر ایک دلیل روایات کی صورت میں بیان ہوئی ہے اور دوسری دلیل خود امام کی زیارت کے واقعات اور حکایات جو تاریخ میں بیان ہوئی ہیں خود دلیل ہیں کہ امام سے ملاقات ممکن ہے کیونکہ ایک چیز کا واقع ہونا بہترین دلیل ہے اس کے ممکن ہونے پر ۔

اگرچہ ہماری بحث ان ملاقاتوں سے نہیں ہے جو امام سے ہوئی ہیں بلکہ ہم ان کو بطور دلیل اس لیے نقل کر رہے ہیں کہ اتنے واقعات کا نقل ہونا اگرچہ شاید ہر ایک واقعہ علیحدہ علیحدہ طور پر امام کی زیارت کے ممکن ہونے پر دلیل نہ بن سکے لیکن مجموعی طور پر ان واقعات سے کم از کم اتنا اطمینان حاصل ہو جاتا ہے کہ امام سے ملاقات ممکن ہے البتہ ہماری بحث اس سے نہیں ہے کہ ہم واقعات پر علیحدہ علیحدہ بحث کریں کہ کونسا واقعہ حقیقت رکھتا ہے اور کونسا واقعہ حقیقت نہیں رکھتا اس کے لیے علیحدہ اور مستقل طور پر بحث کی ضرورت ہے یہاں ہم صرف ان کو بطور دلیل ذکر کر رہے ہیں ۔

تواتر حکایات :

بیداری کی حالت میں امام سے ملاقات کے واقعات بہت زیادہ ہیں اور شیعہ علماء نے بھی ان واقعات کے متواتر ہونے کو اجمالی طور پر قبول کیا ہے اور اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے آیت اللہ صافی گلپایگانی لکھتے ہیں : وہ لوگ جنہیں غیبت کبری کے آغاز سے لے کر آج کے زمانہ تک ، امام کی زیارت ہوئی ہے بہت زیادہ ہیں ، [14]

بعض محققین نے ان واقعات کو تواتر سے بھی زیادہ اہمیت دی ہے بہت سارے ان واقعات کو نقل کرنے والے اور جن کی امام سے ملاقات کے واقعات نقل ہوئے ہیں اکثر فقیہ ، زاہد اور علمی شخصیات ہیں بنابر این ان واقعات کا نقل ہونا اور بزرگ شخصیات مثلاً سید بن طاووس ، علامہ بحر العلوم اور مقدس اردبیلی کا خود ان افراد میں سے ہونا جن کو امام کی زیارت ہوئی ہے یہ سب دلیل ہیں امام سے ملاقات کے ممکن ہونے پر ۔

زیارت کرنے والوں کا اقرار

بہت سارے افراد نے اقرار کیا ہے کہ انہیں امام کے ساتھ ملاقات نصیب ہوئی ہے اگرچہ علماء کی روش یہ رہی ہے کہ ایسے معاملے کو مخفی اور پنہان رکھا جائے اس کے باوجود بعض نے صراحتاً اس چیز کو ذکر بھی کیا ہے مثلاً حاج علی بغدادی [15] ، سید احمد رشتی [16] [17] ، علی ابن ابراہیم مہزیار [18] ، علامہ بحر العلوم [19] ، محمد علی قشیری [20] ، محمد بن عیسیٰ بحرینی [21] ، حسن بن مثلہ جمکرانی [22] ، آیت اللہ مرعشی نجفی [23] وغیرہ ہر ایک نے تمام واقعہ کو نقل کیا ہے ۔ سید بن طاووس

پس اس بنا پر یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ (جن مجتہدین یا بزرگ ہستیوں کی طرف امام سے ملاقات کی نسبت دی جاتی ہے انہوں نے کہیں بھی خود اس کا ذکر نہیں کیا) یہ اعتراض قابل قبول نہیں ، کیونکہ بعض علماء جیسے مرعشی نجفی نے اپنی امام سے ملاقات کو لکھا ہے اور بیان کیا ہے ۔ پس کچھ علماء اور بزرگ ہستیوں نے اپنی ملاقات کے واقعہ کو نقل کیا ہے اور کچھ نے نہیں کیا جو ہمیشہ کے لیے ایک راز بن گئے ۔

امام زمانہ عج سے اعمال اور دعاؤں کا نقل ہونا :

جو ذکر اور دعائیں امام زمانہ عج سے منسوب ہیں شیعہ کتابوں میں بغیر شک و شبہ کے ان دعاؤں کا امام سے ذکر ہونا خود امام سے ہونے والی ملاقات پر دلالت کرتا ہے وگرنہ ان دعاؤں کا امام سے منسوب کرنا درست نہیں ہے خصوصاً جب علماء کسی نامعلوم چیز کو امام سے نسبت دینے میں احتیاط سے کام لیتے ہوں اور برگز جس چیز کا امام سے صادر ہونا یقینی نہ ہوتا امام سے نسبت نہیں دیتے تھے خصوصاً شرعی احکام، دعائیں اور عبادات۔ اس سے بھی زیادہ بعض ملاقاتوں میں امام نے ایک خاص حکم بھی ارشاد فرمایا جیسے مسجد جمکران کی بنیاد رکھنا اور شیعہوں کو اس مکان کی طرف توجہ کرنے کا حکم دینا جیسا کہ ۳۷۳ھ ماہ رمضان میں حسن بن مثله جمکرانی کے ساتھ ہونے والی ملاقات میں فرمایا۔ امام نے اس ملاقات میں مسجد بنانا اور شیعہوں کی اس مقدس مقام کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ ساتھ مسجد جمکران میں دو رکعت نماز جو ایک خاص طریقے سے پڑھی جائے اس کا حکم بھی دیا اور یہ مشہور و معروف ہے بعض ملاقاتوں میں امام سے خاص دعائیں بھی نقل ہوئی ہیں جیسے آئمہ اطہار کے مزاروں کی زیارت کا خاص طریقہ، استخارہ کرنے کا طریقہ، رکوع میں مستحب اعمال، قنوت میں پڑھی جانے والی دعا اور زیارت جامعہ کی نصیحت وغیرہ جو امام سے نقل ہوئی ہیں۔ ان دعاؤں کا معتبر کتابوں میں موجود ہونا اور اس پر عمل محکم دلیل ہے امام سے ملاقات کے ہونے پر اور اس کو نسبت دینا امام سے صرف اس وقت صحیح ہے جب اس کے امام سے نقل ہونے پر یقین یا اطمینان ہو۔ وگرنہ یہ ایک قسم کی بدعت ہوگی جو باعمل علماء سے بعید ہے کیونکہ انہوں نے حتیٰ ایک لفظ کو بھی امام سے منسوب نہیں کیا مگر یہ کہ یقین یا اطمینان حاصل ہو جائے کہ یہ امام سے نقل ہوا ہے چہ جائیکہ اعمال اور دعائیں وغیرہ اس بنا پر پہلا نظریہ جو ملاقات امام کو ممکن سمجھتے ہیں محکم دلائل سے ہمکنار ہے پس پہلا نظریہ ثبوتی اعتبار سے کوئی مشکل نہیں رکھتا اور خود بعض علماء کے بیانات بھی اس کی اہمیت کو دوبالا کر دیتے ہیں ہم یہاں بعض بزرگ ہستیوں کے چند قول نقل کرتے ہیں۔

(۱) سید مرتضیٰ علم الہدیٰ (م ۱۳۶۶) جن کا شمار شیخ مفید (م ۴۱۳) کے ممتاز شاگردوں میں کیا جاتا ہے اپنی کتاب "تنزیہ الانبیاء" میں لکھتے ہیں "ہمارا اعتقاد یہ نہیں ہے کہ غیبت کے زمانہ میں کوئی بھی امام سے ملاقات نہیں کر سکتا اور کسی کا بھی امام سے رابطہ نہیں ہے [24][25]۔" اسی طرح کتاب "الشافی فی الامامة" میں اس بات کو رد کرتے ہیں کہ امام سے ملاقات نہیں ہوسکتی بلکہ اس کے اثبات پر تاکید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں "ہم برگز یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ امام اپنے بعض خاص ماننے والوں کے سامنے نہ آئیں بلکہ ہماری نظر میں یہ احتمال وجود رکھتا ہے (یعنی بعض افراد کے سامنے امام تشریف لاتے ہیں اور ملاقات کرتے ہیں وغیرہ)

کتاب "رسائل" میں تو واضح طور پر ملاقات کے مسئلہ کو صریحاً ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں "امام تک دسترس جن سے کوئی ڈر نہیں ہے (شیعیان یا مکتب شیعہ کو کوئی نقصان نہیں ہے) ممکن ہے۔ [26]

یعنی سید مرتضیٰ 'ان لوگوں کی ملاقات کو ممکن سمجھتے ہیں جو شہرت طلبی کے پیچھے نہ ہوں، راز فاش نہ کریں، غلط استفادہ نہ کریں وغیرہ ان کے لیے ممکن ہے کیونکہ یہ بہت حساس مقام ہے شیعہ امام کی محبت کی وجہ سے امام سے ملاقات کرنے والے کو بہت عظیم سمجھتے ہیں اور ممکن ہے آگے وہ شخص اندر سے مضبوط نہ ہو اور شیعہوں کو گمراہ نہ کر دے اس لیے سید مرتضیٰ کی طرح دوسرے علماء بھی اس بات پر تاکید کرتے ہیں کہ چند خاص اشخاص سے ملاقات ممکن ہے جن میں تعیین شدہ شرائط پائی جائیں بلکہ سید مرتضیٰ نے ماہرانہ نگاہ سے دیکھتے ہوئے ایک نظریہ قائم کر دیا ہے کہ ہر شخص کے لیے نہیں بلکہ جس سے

شیعہ یا مکتب تشیع کو نقصان نہ پہنچے۔ البتہ یہ ہمارے مدعے کو واضح طور پر ثابت کر رہا ہے کہ ملاقات ممکن ہے۔

(۲) شیخ طوسی (م ۴۶۰) ایک جانی پہچانی شخصیت ہے اور شیخ مفید کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں اور شیخ الطائفہ کے لقب سے مشہور ہیں کتاب الغیبہ میں لکھتے ہیں: "ہم معتقد نہیں ہیں کہ امام اپنے تمام اولیاء سے پوشیدہ اور غائب ہیں بلکہ شاید بہت سارے محبین کو نظر آتے ہوں اور ان کے سامنے امام ظاہر ہوں کیونکہ کوئی بھی اپنی حالت کے علاوہ باقی لوگوں کے حالات سے آگاہ نہیں ہے پس اگر امام ایک شخص کے لیے ظاہر ہوں اس حالت میں غیبت کی جو علت تھی وہ اس شخص کی نسبت برطرف ہوگئی ہے اگر زیارت نہ ہو تو وہ جانتا ہے کہ میری اپنی بے لیاقتی ہے یا کوئی مصلحت ہے کہ امام کی زیارت نہیں ہو رہی [27]۔"

شیخ طوسی ایک اور جگہ کتاب الغیبہ میں اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام کی بعض اشخاص اور ماننے والوں سے ملاقات ممکن ہے جیسا کہ یہ عبارت ہے "دشمن اگرچہ رکاوٹ ہیں کہ امام علنا کسی سے ملاقات کریں لیکن امام کے خصوصی ارتباط کو جو مخصوص محبین کے ساتھ پوشیدہ طور پر ہیں ان کے آگے رکاوٹ نہیں بن سکتے [28]۔"

یہ عبارت واضح طور پر دلالت کر رہی ہے کہ ممکن ہے امام کا رابطہ بعض خاص افراد کے ساتھ ہو۔

(۳) ابوالفتح کراچی (م ۴۲۹) بھی اپنی کتاب کنزالفوائد میں رقمطراز ہیں: "ہمیں یقین نہیں ہے کہ کوئی بھی غیبت کے زمانہ میں امام سے ملاقات نہیں کرتا اور امام کو نہیں پہچانتا بلکہ بعض اوقات بعض خاص محبین کے لیے ملاقات کا موقع فراہم ہوتا ہے وہ امام سے ملاقات کرتے ہیں لیکن اس بات کو پوشیدہ رکھتے ہیں [29]۔"

(۴) سید بن طاووس (م ۶۱۴) کہ جن کی امام سے ملاقات کے واقعات بھی نقل ہوئے ہیں اس بارے میں کتاب الطرائف میں لکھتے ہیں: "اب جبکہ تمام شیعین کے سامنے امام ظاہر نہیں ہیں مشکل نہیں ہے کہ بعض خاص افراد سے ملاقات کریں اور وہ امام کی گفتار اور رفتار کو الگ اور نمونہ قرار دیں اور اس بات کو پوشیدہ رکھیں [30]۔"

سید بن طاووس ایک اور کتاب "کشف المحجہ" میں بھی اپنے بیٹے کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں: "میرے بیٹے! اگر خدا کی عنایت شامل حال ہو تو تیرے امام تک پہنچنے کا راستہ تیرے سامنے کھلا ہے [31]۔"

(۵) محقق نائینی لکھتے ہیں: "کبھی ایسا ہوتا ہے کہ غیبت کے زمانہ میں بعض بزرگان امام زمانہ سے ملاقات کریں اور شرعی مسائل میں حکم الہی کو، خود امام سے دریافت کریں [32]۔"

(۶) آقای اخوند خراسانی بھی غیبت کے زمانہ میں امام سے ملاقات کو ممکن جانتے ہیں وہ لکھتے ہیں: احتمال ہے بعض منتخب اور شایستہ اشخاص امام سے ملاقات کریں اور اس ملاقات میں امام کو پہچان لیں [33]۔"

(۷) سید محمد تقی موسوی اصفہانی! کہ جو امام سے ملاقات کی آرزو اور دعا کو حضرت امام زمانہ عجل پر ایمان رکھنے والے کے لیے ضروری سمجھتے ہیں لکھتے ہیں: کیونکہ روایات اور واقعات جو امام سے ملاقات کو ثابت کرتے ہیں اہل یقین کے لیے اطمینان کا باعث بنتے ہیں [34]۔"

(۸) سید محمد صدر، اگرچہ ان واقعات کو اس لیے کہ یہ متواتر ہیں اس دلیل کو قبول نہیں کرتے اور ان سب واقعات کو سچا نہیں مانتے لیکن واقعات کے نقل کرنے والے متقی پرہیز گار افراد کی وجہ سے ان روایات کو صحیح مانتے ہوئے کہتے ہیں:

(کیونکہ بہت سارے واقعات یہ دلالت کرتے ہیں کہ نہیں ہوسکتا جان بوجھ کر سب نے جھوٹ بولا ہو، اس کے علاوہ خود نقل کرنے والے افراد کا تقوا اور پرہیزگاری اور ان کا مقام و مرتبہ ان واقعات کے اعتبار میں اضافہ کردیتا

ہے [35]۔ "سید محمد صدر نآشاء طورپرلوگوں سے امام کی ملاقات کوروزمرہ کا معمول سمجھتے ہیں۔ (۹)آیت اللہ صافی گلپایگانی کہ جنہوں نے خود مہدویت کے موضوع پر بہت زیادہ تحقیقات اورکتابیں لکھی ہیں اپنی کتاب منتخب الاثر میں ان واقعات کو امام کے وجود پر مہم ترین دلیل سمجھتے ہیں[36] اوراسی طرح کتاب امامت اور مہدویت میں ایک عاقل شخص کے ملاقات امام زمانہ کو تردید کرنے کا انکار کرتے ہیں اور امام سے ملاقات کو یقینی طور پر مانتے ہیں۔

(۱۰)شیخ محمد جواد خراسانی معتقد ہیں کہ امام زمانہ سے ملاقات ممکن ہے کیونکہ تواتر اجمالی ایک قطعی دلیل ہے جو صالح اورپرہیزگار افراد سے نقل ہوئی ہے کہ جو تقوا وپرہیزگاری اور اطمینان کے اعتبار سے ،حدیث کے راویوں سے کم نہیں [37]۔

ان علماء کے علاوہ اور بھی بہت سارے علماء ایسے ہیں جنہوں نے زیارت کے واقعات کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے جیسے مرحوم مجلسی بحارالانوار میں ،محدث نوری نے اپنی دو کتابیں جنة الماوی اورنجم الثاقب میں ،علی اکبر نہاوندی نے عبقری الحسان میں اور شیخ محمود عراقی نے دارالسلام میں نقل کی ہیں ۔ جیسا کہ ہم گذشتہ ذکر کرچکے ہیں کہ یہ سب مرحلہ ثبوتی میں بطور دلیل سمجھے جاسکتے ہیں اورکم از کم ملاقات کے ممکن ہونے پر دلیل بن سکتے ہیں البتہ ان واقعات کے صحیح اور ناصحیح ہونے سے ہماری بحث نہیں ہے کیونکہ بزرگ علماء جو اس بارے میں احتیاط سے کام لیتے تھے اور ہرواقعہ اور دعوے دار کے دعوے کو قبول نہیں کرتے تھے یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ جس پر مستقل کتاب کی ضرورت ہے اور اس مختصر سے مضمون کے دامن میں اتنی گنجائش نہیں ہے ۔

جو کچھ اوپر گزر چکا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ غیبت کے زمانہ میں امام سے ملاقات ممکن ہے اگرچہ مسئلہ کی جو جزئیات ہیں ان سب سے بحث کرنا ممکن نہیں ہے خود علماء کے بیانات بھی امام سے ملاقات کو ممکن قرار دیتے ہیں اور پہلے نظریہ کو ثابت کرتے ہیں ۔

دوسرانظریہ :

امام سے ملاقات کا ممکن نہ ہونا اب یہاں دوسرانظریہ کے پیروکاروں سے بحث ہوگی جو کہتے ہیں کہ غیبت کبری میں امام سے ملاقات ممکن نہیں البتہ خود امام کی زیارت کے ممکن ہونے یا نہ ہونے میں جو اختلاف ہے اور جو نظریات پائے جاتے ہیں اگرچہ یہ اختلاف خود روایات میں استعمال شدہ دقیق کلمات کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے چار گروہ ہیں کہ جن میں سے ہر ایک گروہ کا ایک خاص نظریہ ہے جو یہ ہیں

پہلا گروہ :جو ملاقات کو ممکن سمجھتے ہیں اور تمام واقعات کو جو نقل ہوئے ہیں ان کو بھی صحیح سمجھتے ہیں ۔

دوسراگروہ :جو خود ملاقات کو ممکن سمجھتے ہیں کہ غیبت کے زمانہ میں امام سے ملاقات ممکن ہے لیکن جو ملاقات امام کا دعوی کرے اس کو قبول نہیں کرتے اور اسی طرح امام سے ملاقات کے واقعات کو بھی رد کرتے ہیں ۔

تیسرا گروہ :جو ملاقات کو ممکن سمجھتے ہیں البتہ زیارت اور ملاقات سے متعلق ذکر کیے گئے واقعات میں سے صرف ان واقعات کو قبول نہیں کرتے جس ملاقات میں، ملاقات کرنے والے کو پتہ چل جائے کہ یہی امام زمانہ ہے یعنی ایسا نہیں ہوسکتا کہ ملاقات اور زیارت کے دوران پتہ چل جائے کہ یہی امام ہیں ۔

چوتھا گروہ :جو اصلا امام سے ملاقات کو ناممکن سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں غیبت کے زمانہ میں اصلا امام سے ملاقات نہیں ہوسکتی ۔

پس یہاں ہماری بحث چوتھی قسم کے نظریہ سے ہے جو اصلا ممکن نہیں سمجھتے ۔

شیخ یداللہ دوزدوزانی ان افراد میں سے ہیں جو غیبت کے زمانہ میں امام سے ملاقات کو ممکن نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ امام سے ملاقات اصلا ممکن نہیں ہے اور ایک مضمون لکھا "تحقیق اللطیف حول توقیع الشریف" اس مضمون میں امام زمانہ عج کے فر مان سے جو آخری نائب خاص کو خط میں لکھا گیا اس سے استفادہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ممکن نہیں ہے امام سے ملاقات کرنا ۔

علی اکبر ذاکری نے بھی ایک مضمون میں [38] (ارتباط با امام زمان عج) دونوں نظریوں کو بیان کرنے اور ان پر بحث کرنے کے بعد دوسرے نظریہ کو اہمیت دیتے ہوئے اس کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنے دلائل کو ذکر کیا ہے کہ ان کے مہم ترین دلائل درج ذیل ہیں :

(۱) امام زمانہ عج کا خط آخری نائب خاص علی بن محمد سمري کو (کہ جس پر تفصیلی بحث اور تبصرہ بعد میں آئے گا)۔

(۲) وہ روایات جو دلالت کرتی ہیں کہ امام لوگوں کے درمیان ناآشنا کے طور پر رہتے ہیں ۔

(۳) وہ روایات جو دلالت کرتی ہیں کہ امام حج کے موقع پر نظر نہیں آتے ۔

(۴) وہ روایات جو غیبت کے زمانہ میں شیعوں کے امتحان پر دلالت کرتی ہیں کہ حتما امام غائب ہوگا جس کے ذریعہ شیعوں کا امتحان لیا جائے گا کہ کون اپنے ایمان پر باقی رہتا ہے ۔

اس سے پہلے کہ دوسرے نظریہ کے دلائل پر تبصرہ کیا جائے ضروری ہے کہ جو انکار کے قایل ہیں اور کہتے ہیں کہ امام زمانہ عج کی ملاقات ممکن نہیں ،ان کی ذہنی فضا کا مطالعہ کیا جائے کہ کس انگیزہ کی بنیاد پر وہ ملاقات کو ناممکن سمجھتے ہیں ۔

ان کے دیے گئے دلائل پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے جو ملاقات کو ممکن نہیں سمجھتے زیادہ تر ہدف ان کا یہ ہے کہ خرافات اور جھوٹے دعویداروں سے بچا جاسکے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے شیعہ عوام کو گمراہ کریں اور دوسرا امام زمانہ عج کی آخری توقیع (خط) جو آخری نائب خاص کو فرمائی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ خود امام کی توقیع یا دوسری روایات سے ثابت ہوسکتا ہے کہ زیارت یا ملاقات ممکن نہیں؟ اس باب میں ان کے ذکر کیے گئے دلائل اور ان پر تبصرہ کیا جائے گا ..

ملاقات کے ممکن نہ ہونے پر دلائل

وہ لوگ جو ملاقات امام کو ممکن نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ امام سے اصلا ملاقات ممکن نہیں ہے انہوں نے اپنے نظریہ کو ثابت کرنے کے لیے چند ایک دلائل پیش کیے ہیں لیکن اگر ان کے دئیے گئے دلائل پر غور کیا

جائے تو سوائے امام زمانہ عج کے آخری خط کے جو آخری خاص نائب محمد بن علی سمري کو ملا تھا باقی دلائل ان کی بات ثابت کرنے کیلئے کافی نہیں ہیں پس یہاں ہم روایات جو انہوں نے دلائل کے طور پر پیش کی ہیں ان کی دو قسمیں کرتے ہیں ایک امام کا آخری خط (توقیع شریف) اور دوسری باقی روایات، تاکہ تفصیلی طور پر بحث کی جاسکے۔

الف: امام کے آخری خط کے علاوہ روایات

ان روایات کی بھی چند قسمیں ہیں :

(۱) وہ روایات جو امام کو تلاش کرنے اور امام کا کھوج لگانے سے منع کرتی ہیں مثلاً روایت میں آیا ہے (من بحث فقد طلب ومن طلب فقد دل ومن دل فقد اشاط ومن اشاط فقد اشرك) جو کسی شے کی تلاش میں ہواس کو پالے گا اور جس نے بھی پا لیا ---

(ان دللتهم علی الاسم اذا عوه وان عرفوا المكان دلوا علیہ [39]) اگر امام کا نام لوگوں کو بتا دوں اس کو فاش کردیں گے اور اگر امام کی رہائش سے واقف ہو جائیں تو اس کو بھی فاش کردیں گے۔

جیسا کہ عبارات سے معلوم ہے یہ روایات غیبت صغری کے زمانہ کی طرف اشارہ ہیں کہ جب خطرہ تھا اور جو منع کیا گیا ہے اس کا سبب یہی تھا کہ کہیں دشمن آپ عج کو گرفتار اور شہید نہ کردیں۔ لیکن غیبت کبریٰ کے زمانہ میں یہ بات صدق نہیں کرتی۔

(۲) وہ روایات جو امام کے ناآشنا ہونے پر دلالت کرتی ہیں بعض کہتی ہیں کہ امام اصلاً نہیں پہچانے جاتے البتہ اجنبی کے طور پر لوگوں میں رہتے ہیں رابطہ رکھتے ہیں جیسا کہ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے (ولایعرفونہ حتی یاذن اللہ ان یعرفہم نفسہ [40]) لوگ امام کو نہیں پہچانتے مگر یہ کہ امام خدا کے اذن سے اپنا تعارف نہ کرائیں۔ بعض روایات صرف حج کے موقع پر امام کے ناآشنا ہونے پر دلالت کرتی ہیں جیسے کہ یہ روایت ہے (یفقد الناس امامہم یشہد الموسم فیراہم ولایرونہ [41]) ایک زمانہ آئے گا کہ لوگوں کی اپنے امام تک دسترسی حاصل نہیں ہوگی امام مراسم حج میں تشریف لائیں گے لوگوں کو پہچانتے ہوں گے لیکن لوگ انہیں نہیں پہچان پائیں گے۔

یا ایک اور روایت میں ارشاد فرمایا: (للقائم غیبتان یشہد فی احدهما الموسم یری الناس ولایرونہ [42]) حضرت قائم عج کے لیے دو غیبتیں ہیں کہ ان دو میں سے ایک میں حج کے اعمال کے لیے تشریف لائیں گے اور لوگوں کو دیکھیں گے لیکن لوگ انہیں نہیں پہچان پائیں گے، یہ دونوں روایات امام صادق علیہ السلام سے منقول ہیں یہ روایات نہ صرف ملاقات یا زیارت کی نفی نہیں کرتیں بلکہ الٹا زیارت اور ملاقات کو ثابت کرتی ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کیونکہ (لایعرفونہ) لوگ امام کو نہیں پہچانتے جیسا کہ پہلی روایت میں ہے امام کی ملاقات اور زیارت کی طرف اشارہ ہے اور دوسری روایت میں (لایرونہ) لوگ امام کو دیکھ نہیں پاتے، سے مراد بھی (لایعرفونہ) ہے کیونکہ پہلی روایت اور دوسری روایت سے استفادہ کرتے ہوئے اس کا معنی بھی یہی ہے کہ پہچانے نہیں جاتے نہ اینکه اصلاً امام کا وجود مبارک ہی نظر نہیں آتا۔

پس اس بنا پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ امام دوسرے افراد کی طرح عادی طور پر حج کے اعمال انجام دیتے ہیں لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے البتہ لوگ انہیں پہچان پاتے کہ یہی امام زمانہ عج ہیں۔

اس کے علاوہ امام کے دوسرے خاص نائب محمد بن عثمان سے جو نقل ہوا ہے انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ امام ہر سال حج کے اعمال انجام دینے کے لیے تشریف لاتے ہیں اور لوگ امام کو دیکھتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں ہیں پہلی دو روایات ظاہراً اس قول کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں۔ اگر بالفرض مان لیا جائے کہ یہ روایات دلالت کرتی ہیں کہ امام اصلاً دیکھے نہیں جاتے اور نظر نہیں آتے لیکن پھر بھی یہ فقط حج کے موسم کی طرف اشارہ ہے یعنی حج کے موقع پر نہیں دیکھے جاتے لیکن دوسری جگہوں کی نفی نہیں ہوتی۔

(۳) وہ روایات جو دلالت کرتی ہیں کہ امام کو نہیں دیکھ سکو گے اور اس کا نام مبارک ہی زبان پر لانا جائز نہیں مثلاً امام ہادی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں (انکم لاترون شخصہ ولا یحل لکم ذکرہ باسمہ [43]) تم امام کو نہیں دیکھ سکو گے اور جایز نہیں ہے کہ ان کا نام لیا جائے۔

امام رضا علیہ السلام بھی ارشاد فرماتے ہیں : (لا یری جسمہ ولا یسمی اسمہ [44]) امام دیکھے نہیں جاسکیں گے اور ان کو ان کے نام سے نہیں پکارا جائے گا۔

یہ دو روایات بھی ملاقات یا زیارت کے ممکن ناہونے سے ربط نہیں رکھتیں، کیونکہ پہلی روایت غیبت صغریٰ کے زمانہ کو بیان کر رہی ہے اور ان خطرات و مشکلات سے مربوط ہے جو دشمنوں نے فراہم کی ہوئی تھیں۔ اور جو نام سے نہ پکارنے کا مسئلہ ہے اور منع کیا گیا ہے کہ امام زمانہ عجل کو ان کے نام سے مت پکارنا اور جستجو مت کرنا تو یہ بھی غیبت صغریٰ کی طرف اشارہ ہے جب حکمران حساس تھے اور اس طرف متوجہ تھے کہ کسی طرح امام کی جگہ کا علم ہوجائے تا کہ وہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہوسکیں اسی بنا پر بہت سارے شیعہ علماء غیبت کبریٰ میں امام زمانہ عجل کے نام لینے کو جائز سمجھتے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں کوئی وجہ نہیں ہے کہ امام کے نام کو چھپایا جائے یا تقیہ کیا جائے اور یہ جو عبارت پہلی روایت میں آئی ہے (لاترون شخصہ) کہ امام کے وجود مبارک کو نہیں دیکھ پائیں گے یا دوسری روایت میں آیا ہے (لا یری جسمہ) امام کا وجود مبارک نظر نہیں آئے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ جس طرح دوسرے لوگوں کو دیکھتے ہیں ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں جانتے ہوئے سلام دعا کرتے ہیں ایسا نہیں ہوگا البتہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص ایک دفعہ کہیں ایک جگہ امام کی زیارت کر لے یا امام سے ملاقات ہوجائے تو یہ ہرگز ان روایات کے منافی نہیں ہے۔

(۴) وہ روایات جو غیبت کو شیعوں کا امتحان قرار دیتی ہیں کیونکہ امتحان جو غیبت کا فلسفہ بیان ہوا ہے وہ ختم ہوجائے گا اور غیبت اور غیر غیبت میں کوئی فرق نہیں رہے گا، اس بارے میں روایات بہت زیادہ ذکر ہوئی ہیں مرحوم نعمانی قدس سرہ نے اپنی کتاب "الغیبہ" میں باقاعدہ طور پر ایک باب ذکر کیا ہے جس میں ان روایات کو جمع کیا گیا ہے جو کم وبیش بیس روایات بنتی ہیں ہم صرف ایک کو ذکر کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں: ابوبصیر امام صادق علیہ السلام سے امام زمانہ عجل کے ساتھیوں کے بارے میں سوال کرتا ہے امام نے جواب دیا: (مع القائم من العرب شیء یسیر)۔ ظہور امام کے وقت عربوں میں سے بہت کم لوگ امام زمانہ کے لشکر میں ہونگے، پھر پوچھا گیا :

ان من یصف هذا الامر منهم لکثیر) ہم نے سنا ہے کہ امام کے لشکر میں عرب زیادہ ہونگے، تو امام نے فرمایا : لا بد للناس من ان یمحصوا و یمیزوا و یمیزوا و یغربلوا و یشیخروا من الغربال خلق کثیر [45] غیبت کے زمانے میں امتحان لوگوں کو اس طرح ہلا کر رکھ دے گا کہ بہت سارے اس حساس اور نازک موڑ پر منہ پھیر لیں گے۔

یہ واضح ہے کہ یہ روایات اس بات کی طرف اشارہ ہیں کہ امام سب لوگوں کے سامنے نہیں آئیں گے اس طرح کہ اکثریت امام کو دیکھ سکیں لیکن یہ ہرگز منافات نہیں رکھتا کہ کبھی اور کہیں پر خاص مصلحت کے پیش نظر کسی سے امام کی ملاقات ممکن ہو اور نہ ہی غیبت کا فلسفہ اس کے مخالف ہے، غیبت صغریٰ کی خصوصیات

اور اس کا غیبت کبریٰ سے فرق یہ ہے کہ لوگوں سے رسمی اور منظم ارتباط نہیں ہے اور کوئی خاص نائب نہیں ہے کہ جس طرح غیبت صغریٰ میں تھا لیکن غیبت کبریٰ کا معنی ہرگز یہ نہیں ہے کہ اصلاً امام کا لوگوں سے کسی قسم کا ارتباط ہی نہیں ہے حتیٰ کہ زیارت و ملاقات۔ اگر بالفرض یہ قبول کر لیا جائے تو شیخیہ نظریے اور اس نظریے میں کیا فرق رہ جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ غیبت صغریٰ میں امام کے خاص نائب تھے اور ان کا امام کے ساتھ ایک منظم ارتباط تھا وہ لوگوں کے مسائل امام تک پہنچاتے اور ان کے جوابات لوگوں تک لیکن غیبت کبریٰ میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے نہ کسی کا امام کے ساتھ ارتباط خاص ہے اور نہ منظم ملاقات لیکن کوئی دلیل نہیں ہے کہ غیبت کبریٰ میں امام نے مطلقاً شیعوں سے رابطہ قطع کیا ہو ابو حالانکہ واقعات کا نقل ہونا اور مختلف دعاؤں کا امام سے نقل ہونا اس کے برخلاف چیز کو ثابت کرتے ہیں۔

جو کچھ گزر چکا ہے حقیقت یہ ہے کہ ان روایات میں سے کوئی بھی ملاقات اور زیارت امام کے ناممکن ہونے پر دلیل نہیں بن سکتیں۔

باقی رہ گئی ان کی آخری دلیل کے طور پر وہ روایت جو علی بن محمد سمري کو امام زمانہ عج کی طرف سے ایک خط کے ذریعے ملی۔

توقیع شریف:

مہم ترین دلیل جس کے ذریعے وہ ملاقات امام زمانہ عج کو ممکن نہیں سمجھتے اور انکار کرتے ہیں وہ امام کی توقیع یا خط ہے جو آخری خاص نائب علی بن محمد سمري کو ان کی وفات سے چھ دن پہلے امام زمانہ عج نے ان کو لکھا اور یہ ایسی توقیع اور فرمان ہے کہ جو دونوں گروہوں کے نزدیک مورد بحث قرار پائی ہے اس توقیع اور خط کی اہمیت کی وجہ سے ضروری ہے کہ اس روایت کے تمام زاویوں کو علمی اصولوں کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔

الف: توقیع شریف کی عبارت پر بحث اور اس میں موجود کلمات کی جانچ پڑتال

ب: توقیع شریف کی سند پر بحث کہ معتبر ہے یا ضعیف

ج: توقیع کی دلالت یا مفاد

توقیع شریف کی عبارت

کتاب کمال الدین و تمام النعمۃ میں شیخ صدوق نے سب سے پہلی بار اس توقیع کو نقل کیا ہے اس بنا پر شیخ صدوق سب سے پہلے راوی ہیں اس توقیع کے اور دوسروں نے بھی شیخ صدوق سے نقل کیا ہے اس فرمان اور خط کی عبارت یہ ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا علی بن محمد السمري اعظم اللہ اجراخوانک فیک، فانک میت مابینک و بین سته ایام فاجمع امرک ولا توص الی احد یقوم مقامک بعد وفاتک، فقد وقعت الغیبة الثانية، فلاظهور الا بعد اذن اللہ عزوجل وذلک بعد طول الامد وقسوة القلوب وامتلاء الارض جورا وشیاتی شیعتی من یدعی المشاهدة ألافمن

ادعى المشاهدة قبل خروج السفينانى والصيحة فهو كاذب مفتر - ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم -
 شروع الله کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے اے علی بن محمد سمري! خداوند تیرے بھائیوں کو تیری وفات کا اجر عظیم عطا فرمائے تو چھ دن بعد فوت جو جائے گا پس اپنے کاموں کو سمیٹ لو (اور جانے کے لیے تیار ہو جاو) اپنے بعد کسی کو بھی اپنا جانشین مقرر مت کرنا کیونکہ دوسری غیبت کا وقت آن پہنچا ہے پس ظہور نہیں ہوگا مگر خداوند عزوجل کے اذن سے اور ایسا (یعنی ظہور) زمانے کے طولانی ہونے اور دلوں کی سختی اور زمین کے ظلم و ستم سے پر ہونے کے بعد ہوگا بہت جلد شیعوں میں سے بعض میری زیارت کا دعویٰ کریں گے آگاہ رہنا جو بھی سفینانی کے خروج اور آسمانی فریاد سے پہلے ایسا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور فریب کار ہے کوئی قدرت اور طاقت نہیں سوائے خداوند بزرگ و برتر کے -

توقيع کی سند

یہ توقيع شيخ صدوق (۳۸۱.۳۱۱) کے بقول خود ابو محمد حسن بن احمد المکتب سے سنی ہے کہ اس نے علی بن محمد سمري سے نقل کی ہے شيخ صدوق لکھتے ہیں: حدثنا ابو محمد الحسن بن احمد المکتب - قال: كنت بمدينة السلام في السنة التي توفي فيها الشيخ علي بن محمد السمري قدس الله روحه فحضرته قبل وفاته بايام فاخرج الى الناس توقيعاً نسخه: بسم الله الرحمن الرحيم يا علي بن محمد السمري فنسخنا هذا التوقيع وخرجنا من عنده ..

ابو محمد حسن بن احمد نے کہا میں اس سال جس سال چوتھا نائب خاص شيخ علي بن محمد سمري فوت ہوا بغداد میں تھا اور اس کی وفات سے کچھ دن پہلے اس کے پاس گیا (علي بن محمد سمري) ایک توقيع لوگوں کے سامنے لے آئے کہ جس کی عبارت یہ ہے پس میں نے اس توقيع کو لکھ لیا اور چلا گیا - جو گروہ زیارت امام زمانہ عجل کو ممکن نہیں سمجھتے وہ کہتے ہیں کہ اس توقيع کی سند معتبر ہے اور خود مضمون بھی معتبر ہے کہ جس کو بزرگ شخصیات نے بغیر کسی واسطہ کے ایک دوسرے سے نقل کیا ہے - لیکن محدث نوری اپنی کتاب نجم الثاقب اور جنة المأوى میں اس توقيع کو مرسل کہتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث کومانے کا مطلب ہے کہ ان تمام واقعات کو رد کردیں جو واقعات امام زمانہ عجل کی ملاقات کے بارے میں نقل ہوئے ہیں مثلاً سید بن طاووس کا واقعہ وغیرہ ان کے علاوہ مرحوم نہاوندی نے بھی اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے -

آیت الله صافی گلپایگانی اس روایت کی سند پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ توقيع ایک خبر واحد ہے کہ جس کی سند مرسل اور ضعیف ہے اور شيخ طوسی نے جو اپنی کتاب الغيبة میں نقل کی ہے خود اس کی طرف توجہ نہیں دی اور شیعوں نے بھی اس عبارت کو اہمیت نہیں دی -

لیکن ان دو اقوال کی تحقیق ہونی چاہیے کہ بالآخر اس روایت کی سند ضعیف ہے یا معتبر -

جو توقيع ہم نے ذکر کی ہے شيخ صدوق کی کتاب سے حقیقت یہ ہے کہ اس کی سند میں شک نہیں کہ معتبر اور صحیح ہے کیونکہ توقيع فقط تین افراد کے توسط سے خود امام سے نقل ہوئی ہے اور یہ تین شخصیات جنہوں نے بغیر کسی واسطہ کے ایک دوسرے سے نقل کی ہے عبارت ہیں :

شيخ صدوق، ابو محمد حسن بن احمد المکتب اور علي بن محمد سمري پس سند جب چوتھے نائب خاص تک متصل اور واضح ہے تو امام سے صادر ہونا قطعی اور یقینی ہے - ابو محمد حسن بن احمد المکتب شيخ صدوق

کے ان افراد میں سے شمار کیے جاتے ہیں کہ جن سے شیخ صدوق نے روایات نقل کی ہیں پس شیخ صدوق کا حسن بن احمد پر اعتماد اور اس سے روایات اور توقیع کو نقل کرنا خود دلیل ہے کہ حسن بن احمد بزرگ اور معتبر انسان تھے پس توقیع کی سند اس اعتبار سے کوئی مشکل نہیں رکھتی جس طرح محدث نوری اور مرحوم نہاوندی نے کہا ہے -

حتی کہ وہ اشخاص جو ملاقات امام زمانہ عج کو ممکن سمجھتے ہیں انہوں نے بھی اس حدیث کی سند کو معتبر قرار دیا ہے جیسے سید صدر جو سند توقیع کو معتبر اور صحیح سمجھتے ہیں، سید محمد تقی موسوی، صاحب کتاب مکیال المکارم بھی اس روایت کو صحیح ترین اور معتبر ترین روایت سمجھتے ہوئے لکھتے ہیں: کیونکہ صرف تین اشخاص کے توسط سے خود امام زمانہ عج سے نقل ہوئی ہے وہ تین اشخاص عبارت ہیں: (۱) شیخ اعظم، ابوالحسن علی بن محمد سمري، چوتھے نائب خاص

(۲) شیخ صدوق، محمد بن علی بن الحسين بن موسیٰ بابویہ قمی کہ جو شہرت کے اعتبار سے تعریف کے محتاج نہیں

(۳) ابومحمد حسن بن احمد المکتب کہ جس کا پورا نام ابومحمد حسن بن الحسين بن ابراہیم بن احمد بن ہشام المکتب ہے اور شیخ صدوق نے کئی بار ان سے روایت نقل کی ہے اور ان پر درود بھیجا ہے جو اس کی صداقت اور عظیم منزلت پر دلالت کرتا ہے -

اسی طرح شیخ صدوق سے لے کر آج تک اس توقیع سے استناد کرنا خود دلیل ہے اس کے صحیح ہونے پر آخر کار صاحب کتاب مکیال المکارم سید محمد تقی موسوی نتیجہ نکالتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ حدیث (توقیع شریف) ان قطعی روایات میں سے ہے کہ جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے - پس اس توقیع کی سند صحیح ہے اس میں کوئی مشکل نہیں ہے -

توقیع کی دلالت

جس طرح کہ پہلے گزرچکا ہے دوسرا گروہ جو ملاقات امام زمانہ عج کو ممکن نہیں سمجھتے ان کے پاس یہ قوی ترین دلیل ہے مثلاً صاحب تحقیق لطیف، یداللہ دوزدوانی اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ امام زمانہ عج کا یہ جملہ (فلاظہور الا بعد اذن اللہ ...) صریحاً بتا رہا ہے کہ اصلاً امام کے ساتھ ملاقات اور ان کی زیارت ممکن نہیں ہے البتہ غیبت صغریٰ میں چار نائب تھے جن کا امام کے ساتھ ارتباط تھا لیکن غیبت کبریٰ میں ایسی کوئی بات ثابت نہیں ہے اور کسی کا امام زمانہ عج کے ساتھ ارتباط نہیں ہے -

صاحب مضمون (ارتباط با امام زمان عج) علی اکبر ذاکری بھی کہتے ہیں کہ اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ کسی کا بھی امام کے ساتھ نہ ارتباط ہے اور نہ ملاقات کا امکان، کیونکہ جملہ (فلاظہور الا بعد اذن اللہ ...) لفظ ظہور کا معنی ہے کسی پوشیدہ شی کا ظاہر ہونا اور مشاہدہ اس کا نتیجہ ہے جب مطلق ظہور کی نفی کی گئی ہے تو مشاہدہ کی بھی مطلقانہی ہے اسی لیے توقیع میں آگے چل کر امام زمانہ عج فرماتے ہیں: سیاتی شیعتی من یدع المشاہدہ الافمن ادعی المشاہدہ) یہ جملہ تاکید ہے (لاظہور الا بعد اذن اللہ ...) کی پس اس بنا پر چاہے مشاہدہ امام کی نیابت کے دعویٰ کے ساتھ ہو یا بغیر نیابت کے دعویٰ کے، اس کی تکذیب اور اس کا انکار ضروری ہے چاہے خود ملاقات امام زمانہ عج کا دعویٰ کرے یا کوئی دوسرا نقل کرے بہر حال اس روایت پر دقیق بحث کی ضرورت ہے تاکہ تمام زاویوں پر بحث کی جائے اور کوئی نتیجہ نکالا جاسکے اور اس کے لیے چند نکات

کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے :

اولا :جس زمانے میں یہ توقیع شریف امام زمانہ عج کی طرف سے آئی اس زمانے کی شناخت ضروری ہے

ثانیا :جو الفاظ اور کلمات امام نے استعمال کیے ہیں ان کا صحیح معنی اور مفہوم

بغیر شک و شبہ کے اس زمانے کی صحیح شناخت اس توقیع کا صحیح معنی کرنے میں مددکار ثابت ہوگی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ امام ہادی اور امام حسن عسکری علیہما السلام کے زمانے میں شیعوں کا اپنے آئمہ علیہم السلام سے ارتباط بہت تنگ اور مشکل تھا اور اسی لیے آئمہ نے مختلف علاقوں میں اپنے وکلاء مقرر کیے ہوئے تھے اور غیبت صغریٰ میں بھی چار نائب خاص گزرے ہیں اور اس زمانے میں شیعہ امام سے ارتباط کا معنی یہی مراد لیتے تھے کہ یہ شخص یا امام کا نائب ہے یا ان کا وکیل، پس ایسی فضا میں غیبت کبریٰ کا شروع ہونا اور ایسے فرمان کا امام کی طرف سے جاری ہونا بتا رہا ہے کہ دراصل امام بتانا یہ چاہتے تھے کہ غیبت صغریٰ کا زمانہ ختم ہو چکا ہے اور غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ جھوٹے دعویداروں کے ان دعوؤں کو رد کر دیا جائے جو نیابت کا دعویٰ کریں تاکہ کوئی وکیل ہونے کا دعویٰ نہ کرے پس اس بنا پر توقیع سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی نیابت یا وکالت کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے نہ یہ کہ مطلقا دیدار یا ملاقات ہی ممکن نہیں پس امام کا یہ فرمان ان افراد کے لیے ہے جو مذموم مقاصد رکھتے تھے تاکہ امام کی نمائندگی اور نیابت کا فائدہ اٹھا کر مختلف منافع کو حاصل کر سکیں البتہ پھر بھی بعض دنیا طلب، فریب کار اور جھوٹے لوگوں نے بابیت کے عنوان سے امام زمانہ عج کے خصوصی نمائندہ ہونے کا دعویٰ کیا اور بہت سارے سادہ لوح افراد کو گمراہ کیا۔ بابیت، بھائییت اور قادیانیہ میں سے ہر کسی نے بہت سارے لوگوں کو اپنے ارد گرد جمع کر کے ہر ایک نے ایک خاص فرقہ یا مذہب کی بنیاد رکھی یہ اس خطر ناک فکر کے چند نمونے ہیں توقیع کی عبارت سراسر ایسی خطرناک آفتوں سے بچاؤ کے لیے تھی اور امام نے اسی لیے یہ توقیع صادر فرمائی تھی تاکہ لوگوں کو آگاہ کیا جاسکے اسی لیے شیعوں نے بھی جھوٹے دعویدار کو ہمیشہ جھٹلایا ہے اس بنا پر زمانے کی شناخت اور اس زمانے میں مسلط شرائط ہمیں اس توقیع شریف کے معنی اور مفہوم سمجھنے میں مدد کرتی ہے شیعوں کی غیبت صغریٰ اور آغاز غیبت کبریٰ میں ذہنی فضا ایسی تھی کہ مشاہدہ اور امام کے ساتھ ارتباط وکلاء یا نائب کے ساتھ مخصوص سمجھتے تھے پس جو بھی زیارت کا دعویٰ کرتا مراد یہی تھی کہ وہ امام کا نائب یا وکیل ہے پس امام نے مسئلہ کی حساسیت اور اس کے منفی اثرات کے پیش نظر ایک حکیمانہ تدبیر اختیار کرتے ہوئے ایک طرف جھوٹے اور فریب کار انسانوں سے بچایا اور دوسری طرف شیعوں کو حکم دیا کہ ایسے افراد کی مذمت اور ان کی تکذیب کریں۔ اگر توقیع میں امام اس طرح سخت لہجہ اور الفاظ استعمال نہ کرتے یا توقیع صادر نہ فرماتے نہ جانے کتنے انحرافات وجود میں آتے جس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

توقیع کی عبارت کے چند اہم کلمات

اس توقیع میں چند ایسے الفاظ اور کلمات استعمال ہوئے ہیں جن کا لغت کے اعتبار سے جاننا اور معنی کرنا ضروری ہے

لفظ "غیب" کا معنی یہ ہے کہ آنکھوں سے پوشیدہ ہونا، ابن فارس نے معجم مقائیس الغۃ میں کہا ہے: یدل علی تستر الشیء عن العیون لفظ "ظہور" غیب کا عکس ہے یعنی کسی چیز کا ظاہر اور آشکار ہونا وغیرہ (یدل علی قوۃ وبروز، ظہر الشیء اذا انکشف وبرز)

لفظ "ادعا" ایک قسم کا طلب کار ہونا، دعوت دینا وغیرہ، ادعا: ان تدعی حقالک اولغیرک تقول: ادعی حقا وابطلا لفظ "مشاہدہ" مادہ شہد سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے دیکھنا، آنکھوں سے درک کرنا۔ المشاهدة: المعاينة وشہدہ شہودای حضرہ فہوشاہد۔

لفظ (کاذب) اسم فاعل ہے یعنی جھوٹ بولنے والا۔ الکذب: یدل علی خلاف الصدق اسی طرح مفتر یعنی کسی پر جھوٹ باندھنے والا اور کسی پر جھوٹی تہمت لگانے والا پس کلی طور پر معلوم ہوا کہ غیبت کا معنی ہے آنکھوں سے پوشیدہ ہونا اور ظہور کا معنی ہے آشکار اور واضح ہونا اسی طرح لفظ ادعی کا معنی ہے کسی کو دعوت دینا وغیرہ

توقیع کی عبارت کے حصے

توقیع شریف کی عبارت کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

(۱) علی بن محمد سمري چوتھے نائب خاص کی وفات کی خبر "یا علی بن محمد السمری فاجمع امرک"

(۲) جانشین تعیین کرنے سے منع فرمانا: "ولاتوص الی احد یقوم مقامک بعد وفاتک فقد وقعت الغيبة الثانية"

(۳) ظہور کی نفی یہاں تک خداوند متعال کی طرف سے اذن ملے گا: "فلاظہور الا بعد اذن اللہ عزوجل وذلك بعد

طول الامد وقسوة القلوب وامتلاء الارض جوراً"

(۴) مشاہدہ کرنے کے دعویداروں کو جھٹلانا: "سیأتی شیعتی من یدعی المشاهدة الا فمن ادعی المشاهدة قبل

خروج السفیانی والصیحة فہوکاذب مفتر۔"

توقیع شریف کی عبارت کے ان چار حصوں میں سے آخری دو حصوں سے ہماری بحث ہے کیونکہ پہلے حصے میں

جناب علی بن محمد سمري کی وفات کی خبر ہے اور دوسرے حصے میں علی بن محمد سمري کو روکا گیا ہے کہ

اپنے بعد کسی کو جانشین قرار نہ دیں کیونکہ غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہو رہا ہے۔ پس آخری دو حصوں سے

ہماری بحث ہوگی اور جو لوگ غیبت کبریٰ میں امام زمانہ عجل سے ملاقات کو ممکن نہیں سمجھتے وہ انہی دو

حصوں سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تیسرے حصے کا جملہ: "فلاظہور الا بعد اذن اللہ عزوجل" بتا رہا ہے

کہ امام سے ملاقات اصلاً ممکن نہیں کیونکہ لانفی جنس ہے جو عمومیت پر دلالت کرتی ہے اور چوتھا حصہ بھی

تیسرے حصے کے نتیجے کے طور پر پیش کیا گیا ہے کہ سفیانی کے خروج اور آسمانی ندا سے پہلے اگر کوئی زیارت

یا امام سے ملاقات کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے پس تیسرے اور چوتھے حصے پر غور کرنے سے ہم اس نتیجے پر

پہنچتے ہیں کہ امام کے ظہور سے پہلے اگر کوئی ملاقات یا زیارت کا دعویٰ کرتا ہے تو امام کے اس فرمان کی

روشنی میں وہ جھوٹا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر تھوڑی سی توجہ کی جائے تو پتہ چل جاتا ہے کہ ایسا استدلال اور نتیجہ نکالنا

حقیقت سے بہت دور ہے کیونکہ امام زمانہ عجل کے اس جملہ کو (فلاظہور الا بعد اذن اللہ ...) کو مساوی قرار دینا

امام کی زیارت یا ملاقات کے اور نتیجہ نکالنا کہ جب ظہور کی نفی کی گئی ہے تو گویا ملاقات یا زیارت کی مطلقاً

نفی ہے تو ان کی پہلی لغزش اور اشتباہ یہی ہے اور دوسرا اشتباہ یہ ہے کہ توقیع کے چوتھے حصے کو تیسرے

حصے کی تاکید کہا گیا ہے یعنی جب ظہور نہیں ہے تو امام نے جو جھوٹے دعویداروں کی مذمت کی ہے اور یہ

ظہور کے ساتھ مربوط ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فلاظہور... (یہ جملہ جب روایات میں استعمال ہوتا ہے تو اس کا ایک خاص معنی ہے اور عموماً

امام زمانہ عج کے قیام کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور اس توقیع میں بھی چند ایسی تعبیرات استعمال ہوئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ امام زمانہ عج کے قیام سے مربوط ہے جب امام مہدی عج ظہور فرمائیں گے اور قیام کریں گے جیسے فلاظہورالابعد اذن اللہ عزوجل وذلك بعد طول الامد وقسوة القلوب وامتلاء الارض جوراً "یہ سب تعبیر مثلاً زمانے کا طولانی ہونا، دلوں کی سختی اور زمین کا ظلم و ستم سے بھر جانا بتا رہی ہیں کہ اس عبارت میں لفظ ظہور کا لغوی معنی مراد نہیں لیا گیا بلکہ اصطلاحی معنی مراد ہے اور وہ ہے امام زمانہ عج کا علنا قیام، پس یہ منافات نہیں رکھتا کہ غیبت کبریٰ میں کسی ایک شخص یا فقیہ یا مجتہد کے لیے امام سے ملاقات یا زیارت ممکن ہو کیونکہ علنی ظہور تو ہے نہیں کہ ہم کہیں توقیع کی عبارت اس کے مخالف ہے۔

پس یہ توقیع کم از کم اس لحاظ سے خاموش ہے کہ کیا بعض اوقات خاص مصلحت کے پیش نظر کسی ایک شخص کی امام سے ملاقات ہو جائے بلکہ نفی اور اثبات امام کے ظہور کے متعلق ہے جب امام زمانہ عج قیام فرمائیں گے باقی رہا یہ کہ چوتھے حصے کو تیسرے حصے کی تاکید قرار دینا اصلاً درست نہیں ہے کیونکہ چوتھا حصہ ان شیعوں کے بارے میں ہے جو امام زمانہ عج کی نیابت اور وکالت کا دعویٰ کریں اور تیسرا حصہ امام کے قیام کے بارے میں ہے پس یہ دونوں حصے جدا ہیں اور علیحدہ علیحدہ ہیں۔

توقیع میں جو لفظ مشاہدہ استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے دیکھنا، ان شواہد اور قرائن کے مطابق جو توقیع کے آخر میں آئے ہیں پتہ چلتا ہے مطلقاً دیکھنا مراد نہیں ہے بلکہ ایسا دیکھنا جو نیابت کے دعویٰ کے ساتھ ہو یعنی کہے کہ میں امام کو دیکھتا ہوں اور میرا امام سے رابطہ ہے۔

المشاهدہ "پر داخل الف لام بھی یہی بتا رہی ہے کہ مراد وہ دیکھنا ہے جیسا علی بن محمد سمی نے دیکھا تھا یعنی نائب خاص تھے اور ان کا امام سے باقاعدہ رابطہ تھا اور لوگوں کے درمیان واسطہ تھے لوگ ان کے توسط سے مسائل امام کے حضور پیش کرتے تھے۔

ورنہ امام فرما سکتے تھے (سیاتی شیعتی من یدعی مشاہدتی) "بغیر الف لام کے۔ الف لام کے ساتھ ذکر کرنا بتا رہا ہے امام زمانہ عج کی مراد عصر غیبت صغریٰ والی نیابت ہے جس میں باقاعدہ اور منظم طریقے سے خاص نائب اور وکیل تھے جو لوگوں کے مسائل امام تک پہنچاتے تھے۔

البتہ اگر کوئی دیکھنے کا دعویٰ کرے تو اس کی تین صورتیں بن سکتی ہیں :

(۱) دیکھنے والا صرف یہ کہے کہ امام کی زیارت کی ہے اور اس دعوے میں سچا بھی ہو۔

(۲) دیکھنے والا دعویٰ کرے کہ امام کی زیارت کی ہے اور جھوٹا ہو یعنی درحقیقت زیارت نہ ہوئی ہو۔

(۳) دیکھنے والا دعویٰ کرے کہ امام کی زیارت کی ہے اور اس دعویٰ میں جھوٹا ہو، اس کے ساتھ ساتھ ایک ایسی چیز کی امام کی طرف نسبت دے جو امام نے نہیں فرمائی ایسا شخص صفت کذاب (جھوٹا) اور مفتر (جھوٹی نسبت دینے والا) ہے اور توقیع کے آخر میں جو امام نے فرمایا ہے (سیاتی شیعتی کذاب مفتر) کا مصداق ہے پس کیونکہ امام نے زیارت کا دعویٰ کرنے والے کو ان دو صفتوں سے بیان کیا ہے صرف فرض اخیر ان دونوں صفتوں کا مصداق ہے اور دوسری صورت میں کذاب کا مصداق ہے لیکن مفتر نہیں لیکن پہلا فرض یعنی کہے کہ امام کی زیارت ہوئی ہے اور سچا بھی ہو تو ان دو تعبیروں (کذاب مفتر) کا مصداق نہیں ہے بلکہ توقیع کے موضوع سے ہی خارج ہے پس اگرچہ دوسرے فرض کا احتمال ہے کہ توقیع شریف کا مصداق قرار پائے لیکن تیسرا فرض حتمی ہے۔

پس توقیع شریف کے کلمات پر غور و خوض کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ امام چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کو روکا جائے جو نیابت کے جھوٹے دعویدار بنیں گے اور شیعوں کو گمراہ کریں گے کہ ان کا امام کے ساتھ

ارتباط ہے تاکہ اپنے دنیوی مفادات کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں امام نے ایسے فرمان کے ساتھ شیعوں کو خبردار فرمایا کہ مبادا کسی کے غلط پروپیگنڈا اور فریب میں آجائیں، اب میرا کوئی خاص نائب نہیں ہے اور نہ خاص وکیل اسی وجہ سے شیعہ امان میں رہے اگرچہ بعض نے کوشش کی تھی شیخیہ، بابیہ اور بھائیہ وغیرہ ان کے چند نمونے ہیں جنہوں نے امام کے فرمان کی طرف توجہ نہ دی اور بعض لوگوں کے دھوکے میں آگئے۔ اس مسئلہ کی حساسیت کی وجہ سے شیعہ علماء ہمیشہ ان لوگوں سے دور رہے جن سے بابیت کی بو آتی تھی اور وہ دعوے دار تھے کہ امام کے ساتھ رابطہ ہے اور ہمیشہ زیارت ہوتی ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی ایسے اشخاص سے دور رہنے کی تاکید کرتے تھے کیونکہ ان سچے افراد کی شناخت جیسے بزرگ مجتہدین کے واقعات اور ان لوگوں کے درمیان تشخیص جو فقط دنیاوی مفاد کی خاطر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں ان کے درمیان تشخیص عام افراد کے لیے بہت سخت ہے کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا پس احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔

جو کچھ بیان ہو چکا ہے اس کی روشنی میں واضح ہوجاتا ہے کہ اس توقیع کے آخری حصے کے مصداق وہ اشخاص ہیں جو خاص اپنی نیابت کا دعویٰ بھی ساتھ کریں اور اپنے آپ کو واسطہ قرار دیں امام اور شیعوں کے درمیان اور اسی طرح فلاطھور کا معنی اصطلاحی مراد ہے یعنی امام کا قیام اور علنی ظہور جو فقط خدا کے اذن سے ہوگا پس یہ توقیع ان افراد کو شامل نہیں ہے جو کسی مصلحت کے تحت ان کو امام کی زیارت یا ملاقات کی توفیق اور سعادت حاصل ہو جائے یا خود امام چاہیں تو بعض افراد کو زیارت کرا سکتے ہیں البتہ عموماً ایسے اشخاص ہوتے ہیں جو روحی اعتبار سے بھی قوی ہوتے ہیں اور امام کی زیارت کو دنیوی مفادات کے لیے استعمال نہیں کرتے اور نہ شہرت طلبی کے لیے، وہ ہمارا امام ہوتے ہیں اور بر ملا ظہار کر کے لوگوں کو اپنے ارد گرد جمع نہیں کرتے۔

پس میانہ روی اور منصفانہ نظر کے ذریعے ممکن ہے کہ ہم فرق کرسکیں کہ سچے واقعات کون سے ہیں اور جھوٹے دعویدار کونسے وہی روش جو ہمارے علماء اور مجتہدین نے اپنائی مثلاً سند کی تحقیق، دعوے کرنے والے کی وثاقت، اس کے مذہب کا صحیح ہونا وغیرہ

نتیجتاً ہم کہہ سکتے ہیں کہ توقیع شریف، وکالت اور نیابت خاص کو رد کرتی ہے یعنی جو کہے کہ میں نائب خاص یا امام کا وکیل ہوں اور میرا رابطہ ہے امام کے ساتھ اس کو جھٹلانا چاہیے لیکن جو واقعات مجتہدین کے گزرے ہیں یا دوسرے واقعات تو کسی نے بھی نیابت کا دعویٰ نہیں کیا تاکہ اس توقیع کا مصداق قرار پائیں اور یہ درست نہیں ہے کہ کہیں، نہیں اصلاً امام سے ملاقات ممکن ہی نہیں ہے۔ اگرچہ شاید پھر بھی اس موضوع پر سیر حاصل بحث نہ ہوسکی بولیکن کوشش کی گئی ہے کہ اس موضوع کے تمام پہلوؤں کو زیر بحث لایا جائے۔

کلینی، اصول کافی، ج ۱، ص ۳۲۸ انتشارات دارالکتب الاسلامیہ [1]

: شیخ صدوق، کمال الدین وتمام النعمۃ، ج ۲، ص ۳۴۶؛ کلینی، اصول کافی، ج ۱، ص ۳۲۷ [2]

: اصول کافی، ج ۱، ص ۳۲۹ [3]

: کمال الدین وتمام النعمۃ، ج ۲، ص ۳۵۰ [4]

: نعمانی، الغیبہ، ص ۱۴۲ انتشارات مکتبۃ الصدوق [5]

: کمال الدین، ج ۲، ص ۲۴۰؛ شیخ طوسی، الغیبہ، ص ۳۶۲، انتشارات موسسہ المعارف الاسلامیہ [6]

: ان بزرگان کی زیارت کے واقعات سے مزید آگاہی کے لیے محدث نوری کی کتاب جنة الماوی اور نجم الثاقب

- بحار الانوار ج ۵۳ وغیرہ [7]
- کمال الدین، ج ۲، ص ۳۵۰؛ بحار الانوار، ج ۵۱، ص ۲۲۴؛ قطب الدین راوندی، الخرائج والجرائح، ج ۲، ص ۹۳۷ [8]
- کمال الدین، ج ۲، ص ۲۴۰؛ شیخ طوسی، الغیبه ص ۳۶۳ [9]
- نعمانی، الغیبه، ص ۱۶۳؛ بحار الانوار ج ۵۲، ص ۱۵۴ [10]
- نعمانی، الغیبه ص ۱۲۲ [11]
- نعمانی، الغیبه ص ۱۷۱؛ شیخ طوسی، الغیبه، ص ۱۶۱، بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۱۵۲ [12]
- اصول کافی، ج ۱، ص ۳۴۰؛ نعمانی، الغیبه، ص ۱۸۸، بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۱۵۵ [13]
- منتخب الاثر، ص ۵۲۰: [14]
- شیخ عباس قمی، مفاتیح الجنان، ترجمہ موسوی دامغانی، ص ۷۹۷ چاپ پنجم [15]
- همان، ص ۹۱۲ [16]
- مسعود پورسید آقایی، میر مهر، ص ۱۰۱، چاپ اول، نشر حضور، قم [17]
- همان، ص ۸۷ [18]
- همان، ص ۸۵ [19]
- : همان، ص ۶۱ [20]
- : همان، ص ۸۵ [21]
- : همان، ص ۶۹ [22]
- : همان، ص ۶۹ [23]
- سید مرتضیٰ، تنزیہ الانبیاء، ص ۱۸۲، انتشارات بوستان کتاب، قم [24]
- نقل از مجلہ حوزہ، ش ۷۰-۷۱، ص ۱۲۸ [25]
- رسائل، ج ۲، ص ۲۹۷، انتشارات خیام، قم [26]
- شیخ طوسی، الغیبه، ص ۹۸ [27]
- همان، ص ۹۸ [28]
- ابوالفتح کراچی، کنز الفوائد، ج ۲، ص ۲۱۸، انتشارات دارالذخائر، قم [29]
- سید ابن طاووس، الطرایف، ج ۱، ص ۱۸۵ [30]
- سید بن طاووس، کشف المحجہ، ص ۱۵۴ [31]
- محقق نائینی، فوائداصول، ج ۳، ص ۱۵۰، انتشارات موسسہ نشر اسلامی قم [32]
- اخوند خراسانی، کفایۃ الاصول، (ایک جلدی) ص ۲۹۱ [33]
- مکیال المکارم، ترجمہ سید مہدی حائری، ج ۲، ص ۵۰۵ [34]
- تاریخ الغیبه الصغریٰ، ج ۱، ص ۶۴۲ [35]
- : : لطف اللہ صافی گلپایگانی، منتخب الاثر، ص ۵۲۰ [36]
- مہدی منتظر، ص ۵۴ [37]
- مجلہ حوزہ، سال دوازدہم، ش ۷۰-۷۱ ص ۷۵ (یہ مجلہ پندرہ شعبان کی مناسبت سے ایک کتاب کی شکل میں شائع ہوا اور لوگوں کے استقبال وجہ سے ایک کتاب کی شکل میں کئی بار جھپ چکا ہے۔ [38]
- اصول کافی، ج ۱، ص ۳۲۳ [39]

نعمانی، الغیبه، ص ۱۶۳؛ بحار الانوار، ج ۱۲، ص ۲۸۳ [40]

کمال الدین، ج ۲، ص ۳۵۱؛ اصول کافی، ج ۱، ص ۳۳۷ [41]

اصول کافی، ج ۱، ص ۳۳۹ [42]

اصول کافی، ج ۱، ص ۳۲۸ [43]

اصول کافی، ج ۱، ص ۳۲۳؛ کمال الدین، ج ۲، ص ۳۷۰ [44]

نعمانی، الغیبه، ص ۲۰۴ [54]